وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ

امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین

فاتح خیبر، خلیفہ راشد، داماد رسول

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

مسلمانوں کے خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰؓ کے
حالات و سوانح پر مشتمل نہایت خوبصورت اور جامع مجموعہ

تالیف
علامہ ابو ریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی

ادارہ اشاعت المعارف

Scanned with CamScanner

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب .... سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
مصنف .... علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ
تعداد 1100/
سنِ اشاعت .... جون 2011ء
ہدیہ ....
ناشر .... ادارہ اشاعت المعارف نزد جامعہ عمر فاروق اسلامیہ
راوی محلہ سمندری ضلع فیصل آباد 0300-6661452

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امیر المومنین، خلیفۃ المسلمین، رفیق پیغمبر داماد رسول ﷺ خلیفہ چہارم

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

خاندان:

حضرت سید نا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا خاندان بنی ہاشم ہے، قریش مکہ میں اس خاندان کا مقام و مرتبہ نہایت ممتاز تھا، حرم کعبہ کی خدمت اسی خاندان کے ذمہ تھی۔

(البدایہ ج2 ص254)

والد کا نام و نسب:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے والد کا نام عبد مناف اور ان کی کنیت ابو طالب تھی، سلسلہ نسب یوں ہے۔ علی بن ابو طالب (عبد مناف) بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ۔

عز و شرف:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے والد ابو طالب عبد مناف اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد حضرت عبد اللہ حقیقی بھائی تھے۔ ابو طالب عبد مناف، عبد اللہ اور زبیر عبد المطلب کے تینوں بیٹے، فاطمہ بنت عمرو بن عائذ کے بطن سے تھے۔ (البدایہ ج2 ص282)

والدہ:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ بنت اسد تھیں، یہ پہلی ہاشمی خاتون ہیں جن کی شادی ہاشمی خاندان میں ہوئی، اس طرح آپ نجیب الطرفین ہاشمی ٹھہرے۔ آپ رضی اللہ عنہا مشرف بہ اسلام ہوئیں اور مدینہ منورہ میں آپ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی۔ جب فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے ان کے کفن دفن کے انتظامات فرمائے اور اپنا قمیض مبارک ان کے کفن میں شامل فرمایا تو قبر تیار ہونے کے بعد پہلے خود قبر میں داخل ہوئے۔ (اسد الغابہ تحت فاطمہ بنت اسد)

Scanned with CamScanner

برادران اور خواہران:

ابوطالب کے چار فرزند تھے، طالب، عقیل، جعفر اور علی ،نسب قریش میں ہے کہ چاروں بیٹوں کی پیدائش کے دوران دس دس برس کا وقفہ تھا۔عقیل کے ایک بیٹے کا نام یزید تھا جس کی وجہ سے ان کی کنیت ابو یزید تھی۔ (طبقات بن سعد ج4 ص29)

طالب غزوہ بدر میں کفار کی جانب سے تھے اور کفر پر موت آئی، باقی تینوں بھائی اسلام سے مشرف ہوئے، عقیل نے صلح حدیبیہ کے بعد،جعفر نے ابتدائی بیس آدمیوں میں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بچوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔
(طبقات ابن سعد ج4 ص29)

بہنیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ حقیقی بہنیں دو تھیں ام ہانی فاختہ بنت ابوطالب اور جمانیہ بنت ابوطالب۔

ولادت:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تمام بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے، آپ کی ولادت شعب بنو ہاشم میں ہوئی (الاصابہ ابن حجر ج4 ص124 / العقد الفرید ص96 ج3)
آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت کے بارے علماء کا اختلاف ہے۔بعض نے کعبہ میں آپ کی ولادت کا قول نقل کیا ہے لیکن علماء کی اکثریت نے اس قول کو ضعیف قرار دیا ہے۔تاہم ولادت کعبہ کے قول کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو بھی یہ کوئی نئی بات نہیں۔حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے حکیم بن حزام بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کئی سال پہلے کعبہ میں پیدا ہوئے تھے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث نے کعبہ کی پیدائش کو عظمت کا حامل قرار نہیں دیا۔
یہ ایک اتفاقی واقعہ ہے کیونکہ خانہ کعبہ عبادت خانہ ہے ولادت خانہ نہیں ہے۔

سن ولادت:

حضرت علی المرتضیٰ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے تیس سال بعد پیدا ہوئے۔

نام:

ولادت کے بعد، آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ نے آپ کا نام اسد اور ابوطالب نے علی رکھا۔آپ رضی اللہ عنہ کے القاب (اسد اللہ۔حیدر۔المرتضیٰ) ہیں اور کنیت ابوتراب مشہور ہوئی۔

Scanned with CamScanner

تربیت:

حضرت علی المرتضیٰ دو سال کی عمر میں آنحضرت ﷺ کے گھر آئے اور یہیں آپ کی تربیت ہوئی، جب آنحضرت ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر 29 سال تھی۔

ہجرت:

آنحضرت ﷺ کی زندگی کا مشکل ترین دور بعثت کے بعد 13 سالہ مکی دور تھا اس دور میں آپ ﷺ پر مصائب کے جھکڑ آئے، مشکلات کی وادی میں آپ ﷺ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمیت اتارا گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جان گسل عواقب اور المناک تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کا حکم ہوا ،اس موقع پر آپ ﷺ نے جس رات مکان سے ہجرت کا آغاز کیا وہ بھی تاریخ اسلام کا انوکھا عنوان ہے۔ شب ہجرت آپ ﷺ نے اپنے بستر پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو سلایا ،لوگوں کی امانتیں بھی آپ رضی اللہ عنہ کے سپرد کیں اور آپ ﷺ خود ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر سے ساتھ لے کر مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، آنحضرت ﷺ کے حکم کے مطابق مکہ مکرمہ تین روز قیام کرنے کے بعد مدینہ منورہ روانہ ہو گئے، جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ پہنچے تو اس وقت آپ قبا میں کلثوم بن الہدم کے مکان پر قیام پذیر تھے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ یہیں سے آپ کے قافلے میں شریک ہو گئے۔

(البدایہ والنہایہ ج 3 ص 177 / طبقات ابن سعد ص 22 ج ا/ طبری ص 106 ج 3)

مواخات:

جب آنحضرت ﷺ مکہ سے مدینہ منورہ پہنچے تو آپ نے ایک خصوصی حکمت عملی کے تحت دو دو آدمیوں میں مواخات قائم کی۔ یہ برادرانہ ربط معاشی اور معاشرتی اتار چڑھاؤ کو ختم کرنے کے لئے بہت مفید ثابت ہوا۔ مہاجرین اور انصار میں یہ ربط جب قائم ہوا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مواخات سہیل بن حنیف انصاری کے ساتھ ہوئی۔

(طبقات ابن سعد ص 23 ج 3 / از خطیب بغدادی ص 70)

غزوہ بدر میں شرکت:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں آنحضرت ﷺ کے ہمراہ غزوہ

Scanned with CamScanner

تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں شرکت فرمائی، آپ رضی اللہ عنہ نے نہایت جرأت و بسالت اور اعلیٰ شجاعت کے تاریخی کارنامے سرانجام دیئے جس سے اسلام کی تاریخ روشن ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اُحد میں ابتدائی مبارزت میں جن تین افراد کو سب سے پہلے میدان میں اترنے اور بالمقابل موجود کو ناکوں چنے چبوانے کا حکم دیا ان میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تیسرے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں شریک ہوئے، آپ رضی اللہ عنہ نے تمام جنگوں بالخصوص اُحد اور خیبر میں شجاعت و بہادری کے ایسے ایسے جوہر دکھائے جو اسلامی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھے ہوئے ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جرأت و بسالت تاریخ اسلام میں درخشندہ آئینہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

(البدایہ والنہایہ ج3 ص273)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح اور زوجین کی عمر

ماہ رجب 2 ہجری میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نکاح سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے کر دیا تھا اور نکاح کا مہر چار صد مثقال مقرر کیا گیا۔

(از سیرۃ علی المرتضیٰ مولانا محمد نافع صاحب)

علماء نے لکھا ہے کہ اس وقت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عمر اکیس (21) یا چوبیس (24) برس کی تھی اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی عمر علی الاختلاف اقوال پندرہ، اٹھارہ یا انیس سال کے قریب تھی۔ (شرح مواہب اللدنیہ ج2 ص3)

مجلس نکاح:

انعقاد نکاح کے لئے یہ بابرکت اجتماع بالکل سادہ، تکلفات زمانہ سے مبرا اور رسومات مروجہ سے خالی تھا۔ اس مبارک نکاح کی تقریب میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل تھے اور شاہد نکاح تھے۔ اہل سنت و شیعہ علماء دونوں نے ان بزرگوں کی شمولیت و شہادت نکاح کو درج کیا ہے اور خطبہ نکاح جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا۔

Scanned with CamScanner

(ذخائر العقبیٰ المحب الطبری ص30 باب ذکر تزویج فاطمہ رضی اللہ عنہا / کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ ص348 ج1 / زرقانی ص7 ج2 / الریاض النضرہ ص241 ج2)

جہیز:

طبقات ابن سعد اور مسند احمد کی روایات کی روشنی میں سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے موقع پر آپ کو جو جہیز دیا گیا وہ ایک چارپائی، ایک بڑی چادر، چمڑے کا تکیہ (جو کھجور کی چھال یا خوشبودار گھاس اذخر سے بھرا ہوا تھا) ایک مشکیزہ، دو کوزے اور ایک آٹا پیسنے کی چکی پر مشتمل تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خانہ مبارک میں شادی کے موقعہ پر یہ مختصر سامان زاہدانہ معیشت کے لئے کافی اور مکتفی تھا، جہانداری کی زیب و زینت کا کوئی نشان تک نہ تھا اور اہل ثروت کا سامان تعیش مفقود تھا اور متمولین جیسی آرائش معدوم تھی۔

(مسند احمد ج1 ص104 تحت مسندات علوی)

حصول مکان اور رخصتی:

نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سکونتی مکان کے لئے اپنے ایک صحابی حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے مکان کا ذکر فرمایا: حارثہ رضی اللہ عنہ پہلے بھی آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر ایک مکان پیش کر چکے تھے، تو اس دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے پھر ایک مکان لینے میں آپ کو تردد ہوا۔ یہ بات جب حارثہ رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض داشت پیش کی کہ:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور میرا مال اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حاضر ہے جو مکان آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے حاصل فرمائیں گے وہ میرے لئے اس مکان سے زیادہ پسندیدہ ہوگا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے چھوڑیں گے''۔

(طبقات ابن سعد ج8 / زرقانی ص357 ج2 بیروت)

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا مکان حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ و حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے قبول فرمایا اور دعائے خیر کے کلمات کہتے ہوئے فرمایا بارک اللہ علیک یا فرمایا بارک اللہ فیک اس کے بعد اس مکان میں سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی رخصتی کا انتظام کیا گیا اور مکان کی تیاری کے سلسلہ میں صفائی اور دیگر ضروری

Scanned with CamScanner

انتظامات ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی معاونت سے مکمل فرمائے۔ مکان کی تیاری کے بعد ذوالحجہ 2 ہجری میں سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لخت جگر فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اس مکان کی طرف اپنی خادمہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کی معیت میں پیادہ پا روانہ فرمایا اور اس طرح خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی رخصتی اس سادہ سی تقریب کی صورت میں مکمل ہوئی۔ جس میں مروجہ رسومات کا کوئی شائبہ تک نہ تھا۔ اور یہ عمل امت کے لئے تعلیم کا بے مثل نمونہ تھا۔ اس موقعہ کے متعلق حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔

فما راينا عرسا احسن من عرس فاطمةؓ

''یعنی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی سے بہتر اور عمدہ ہم نے کوئی شادی نہیں دیکھی''۔

(سنن ابن ماجہ ص27 ج6 باب الولیہ مطبوعہ بیروت)

دعوت ولیمہ:

رخصتی کی اس مبارک تقریب کے بعد دعوت ولیمہ کا مختصر سا انتظام کیا گیا جس میں جو کی روٹی، کچھ کھجور اور پنیر سے اپنے احباب کے لئے دعوت طعام ترتیب دی گئی، یہ اس بابرکت شادی کا متبرک ولیمہ تھا جس میں نہ تکلف تھا نہ تصنع اور نہ ہی قبائلی تفاخر مدنظر تھا، دعوت ولیمہ ایک سنت طریقہ ہے۔ اس سنت کو نمود ونمائش کے بغیر نہایت سادگی سے ادا کیا گیا اور اہل اسلام کے لئے اس میں عملی نمونہ پیش کیا گیا۔

(تاریخ الخمیس ج1 ص411 تحت بناء علی رضی اللہ عنہ بہ فاطمہ)

دعائیہ کلمات:

جب انتظامی مراحل مکمل ہو گئے اور رخصتی بھی ہو چکی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے اس موقعہ پر مناسب حال نصائح وہدایات ارشاد فرمائیں اور زوجین رضی اللہ عنہما کے لئے یہ دعائیہ کلمات کہے۔

اللهم بارک فيهما و بارک عليهما و بارک لهما في نسلهما

''یعنی اے اللہ! زوجین کے مال وجان میں برکت عطا فرما اور ان کی اولاد کے حق میں بھی برکت فرما''۔

(الاصابہ لابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ج4 ص366 تحت فاطمہ الزہرا بحوالہ کتاب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ 30 از مولانا محمد نافع صاحب)

Scanned with CamScanner

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ......خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے دور میں

عہد صدیقی:

نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ''صدیقی عہد'' اسلام میں سب سے اعلیٰ دور ہے۔ اس وقت احیائے دین اور بقائے ملت کے استحکام کی شدید ضرورت تھی۔ ان اہم مراحل میں دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ساتھ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی گراں قدر خدمات سرانجام دیں ان میں سے ہم یہاں چند ذکر کرتے ہیں مثلاً:

۱) مرکز اسلام ''مدینہ طیبہ'' کی نگرانی اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا کردار۔

۲) مقام ذوالقصہ کی طرف خلیفہ اوّل کا اقدام اور علوی تعاون۔

۳) خلیفہ کے ساتھ علوی روابط۔

۴) تقسیم اموال وغنائم میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تولیت۔

۵) اہم دینی مسائل میں آپ سے مشاورت۔

۶) دیگر انتظامی امور میں مشاورت۔

۷) تدوین قرآن کے کارنامے کی تائید وتوثیق۔

۸) اموال غنائم کا حصول اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا کنیزوں کا قبول کرنا۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ صدیقی دور میں اسلام کے تمام اہم امور میں خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے اور ان سے پوری طرح متفق رہے اور ان کے کارناموں میں ان کے ساتھ متحد ومتعاون رہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی قولی وفعلی زندگی عہد صدیقی میں واضح طور پر شہادت دیتی ہے کہ اس دور کے تمام دینی وانتظامی مسائل بالکل درست تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ان کے ساتھ کاملاً اتفاق تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت ان کے نزدیک باطل نہیں تھی، برحق تھی۔ جو حضرات، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ان اقوال وافعال کو تقیہ پر محمول کرتے ہیں اور مجبوری ومصلحت بینی کی زندگی قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ارفع مقام کو اور ان کے اعلیٰ اخلاق وکردار کو گونا گوں اعتراضات کے ساتھ داغدار کردیا ہے۔

(از سیرۃ علی المرتضیٰ ص163)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ......سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نظر میں

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خلافت کا اہل سمجھتے تھے اور فرماتے تھے قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی فوج میں گھسے بیٹھے ہیں، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اگر ان سے قصاص لیں تو اہل شام میں سے سب سے پہلے میں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بیعت کروں گا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیاسی بصیرت اور نظر و فکر سے کون انکار کرسکتا ہے۔ جب ان کے ذہن میں تھا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں تمام شرائط خلافت موجود ہیں۔ صرف ایک مطالبہ ان کی بیعت میں حائل ہے تو اب کسے حق پہنچتا ہے کہ وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہے کہ آپ سیاسی حیثیت سے کمزور تھے اور آپ کا سیاسی وزن نسبتاً کم تھا۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ جب فریقین میں رفع نزاع کی کوشش کر رہے تھے تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو میری طرف سے جا کر بتلا دو۔

آپ کہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو سزا دیں پھر پہلا میں ہوں گا جو اہل شام میں سے ان کی بیعت کرے گا۔ آپ (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) جب کبھی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے تو انہیں ابن عمی (میرے چچازاد بھائی) کہہ کر ذکر کرتے۔

(البدایہ والنہایہ ص253ج7)

جو لوگ اصطلاحات عرب سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ الفاظ کس پیار کے انداز میں کہے جاتے ہیں اور کس نظر و فکر کا پتہ دیتے ہیں۔

جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں اختلافات چل رہے تھے تو شاہ روم نے سلطنت اسلامی پر حملے کی ٹھانی اور سمجھا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میرا ساتھ دیں گے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے وہ مشہور پیغام لکھا جس کا آغاز ”اور ومی کتے“ سے ہوتا ہے۔

والله لئن لم تنته و ترجع الی بلادک یالعین لا صطلحن انا و ابن عمی.

”بخدا اگر تو اپنے ارادے سے باز نہ آیا اور اپنے علاقے کو واپس نہ لوٹا تو اے لعین میں اور میرا چچازاد بھائی (علی رضی اللہ عنہ) مل جائیں گے اور میں تجھے تیرے ملک سے

نکال کر دم لوں گا اور زمین جو وسیع پھیلی ہے تجھ پر تنگ کر دوں گا''۔

(البدایہ والنہایہ ص119 ج8)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے علم و فضل کا اقرار

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کی خبر پہنچی تو بے اختیار رو پڑے، آپ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نے کہا آپ تو ان سے لڑتے رہے ہیں۔ ان پر رونا کیسا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تجھے کیا پتہ...... آج دنیا کس قدر علم و فضل اور ذخیرہ فقہ سے محروم ہوگئی ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

لما جاء خبر قتل علی الی معاویة جمل یبکی ویسترجع فقالت له امراته تبکی علیه وقد کنت تقاتله فقال لها و یحک انک لا تدرین ما فقد الناس من الفضل و الفقه و العلم.

''جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر پہنچی تو رونے لگے، آپ رضی اللہ عنہ کو آپ رضی اللہ عنہ کی بیوی نے کہا:

''آپ رضی اللہ عنہ ان پر رو رہے ہیں، آپ تو ان سے لڑتے رہے ہیں، آپ نے فرمایا تیرا برا ہو تو نہیں جانتی آج لوگوں نے کس قدر علم و فضل اور فقہ کو کھو دیا ہے''۔

(تاریخ ابن عساکر ص715 ج16 / البدایہ والنہایہ ص130 ج8)

اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فقہاء صحابہ میں سے تھے اور فقہ میں بہت اونچا مقام رکھتے تھے کیونکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جو خود بڑے فقیہ تھے جب آپ رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی فقاہت کے قائل اور اس درجہ معترف ہیں تو آپ اندازہ کریں کہ اہل فن کی شہادت مشہود لہ کی فنی شان کو کس قدر دو بالا کرتی ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں ضرار اسدی سے کون واقف نہیں؟ ضرار حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے، تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا، کچھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہو؟ اس نے کہا آپ مجھے معاف رکھیں تو بہتر ہوگا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پھر اصرار

Scanned with CamScanner

کیا کہ تجھے کچھ نہ کچھ بتلانا ہی ہوگا۔ پھر اس نے آپ کے کچھ اوصاف بیان کئے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ رو پڑے یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی ،قریباً سبھی شارحین نہج البلاغہ نے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔

وكان ضرار من اصحابه (عليه السلام) فدخل على معاوية بعد موته فقال صف لی عليا فقال تعفيني عن ذلک فقال والله لتفعلن فتكلم بهدا الفضل فبكى معاويه حتىٰ خصلت لحيته.

ضرار رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے تھے، آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد وہ امیر معاویہؓکے پاس آئے ،امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے کہا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کوئی صفت بیان کرو؟ انہوں نے کہا کہ آپ مجھے اس سے معاف رکھیں آپ نے کہا تجھے ایسا کرنا ہوگا اس پر اس نے (ضرار نے) آپ رضی اللہ عنہ کے علم وفضل کو بیان کیا، یہاں تک کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ رو پڑے اور آپ کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی۔

(شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید ص370ج4)

نہایت افسوس ہے کہ کوفہ کے لوگوں نے تقیہ کا مسئلہ ایجاد کر کے علم کے اس بیش بہا ذخیرے کو یونہی ضائع کر دیا، ہر باب میں ان سے دو دو روایتیں چلنے لگیں خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کو بھی احساس ہوگیا تھا کہ کس قدر علم صحیح مشتبہ کر دیا گیا ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ صحیح مسلم کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

عن الاعمش عن ابی اسحق قال لما احد ثوا تلک الاشياء بعد علی قال رجل من اصحاب علی قاتلهم الله ای علم افسدوا

(صحیح مسلم ص10ج1)

''حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد جب لوگوں نے ان کے نام سے ایسی باتیں گھڑیں تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ایک شاگرد نے کہا: خدا ان لوگوں کو غارت کرے کتنا علم ان لوگوں نے فاسد کر دیا ہے۔ ان لوگوں نے آپ کے علم کو اس درجہ مشتبہ کر دیا کہ اب ان کی وہی روایات لائق اعتبار سمجھی جاتی ہیں جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کریں ،کوفہ میں محفوظ علمی مسند حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہی رہ گئی تھی ،حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا دارالحکومت یہی کوفہ تھا آپ جن

Scanned with CamScanner

لوگوں میں گھرے تھے انہوں نے آپ کی طرف وہ کچھ منسوب کر ڈالا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جب ان مسائل کو دیکھتے تو صاف کہہ دیتے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ ہرگز نہ کیا ہوگا یہ تو غلط ہے''۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

لم یکن یصدق علی علی فی الحدیث عنه الا من اصحاب عبدالله بن مسعود رضی اللہ عنہ (صحیح مسلم ص10 ج1)

''حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی وہی حدیث صحیح سمجھی جاتی ہے جو آپ رضی اللہ عنہ کی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد سے روایت ہے۔ اس وقت اس سازش پر بحث نہیں کہ آل یہود نے کس بے دردی سے اس ذخیرہ علم کو ضائع کیا۔ کہنا صرف یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جیسے شدید سیاسی مخالف نے بھی آپ رضی اللہ عنہ کے علم و فضل کا صریح لفظوں میں اقرار کیا ہے اور یہ بات حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ایسا جلی وصف ہے جو ہر موافق و مخالف سے خراج تحسین حاصل کر رہا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ واقعی باب علم (علم کا دروازہ) تھے''۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت **انا مدینة العلم و علی بابها** یا **انا دار الحکمة و علی بابها** ثابت ہو نہ ہو ۔ لیکن اس حقیقت کے اعتراف سے چارہ نہیں کہ آپ واقعی علم کا دروازہ تھے۔ یہ گمان نہ کیا جائے کہ یہ صرف یکطرفہ ٹریفک تھی۔ نہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی بہت بڑے محدث اور فقیہ تھے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی کھلے طور پر کہتے تھے کہ ہم ایمان میں ان سے بڑھ کر نہیں اور وہ ایمان میں ہم سے زیادہ نہیں، معاملہ برابر کا سا ہے۔ ہمارا اختلاف صرف خون عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہوا اور خدا جانتا ہے کہ ہم اس سے بری ہیں اس میں یعنی ان کے قاتلوں کو پناہ دینے میں ہمارا کوئی دخل نہیں ہے۔

شریف رضی (404ھ) لکھتا ہے کہ آپ نے فرمایا:

ان ربنا واحد و نبینا و احد و دعوتنا فی الاسلام واحدةو احده لا نستزید هم فی الایمان بالله و التصدیق برسوله ولا یستزیدو ننا والامر واحد

''ہم دونوں ایک رب اور ایک نبی کے ماننے والے ہیں اسلام میں ہم دونوں

Scanned with CamScanner

فریق کی دعوت ایک ہے۔ ہم ان سے ایمان باللہ اور تصدیق رسالت محمدیہ میں کسی اور چیز کے طالب نہیں اور نہ وہ ہم سے (ایمانیات میں) کسی اور چیز کا اضافہ چاہتے ہیں۔ ہمارا اور ان کا (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا) معاملہ ایک ہے۔

(نہج البلاغہ ص114 ج2 طبع مصر)

دیکھئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کس دل سے اپنے آپ کو اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک مقام پر لا کھڑا کیا ہے اور کس صفائی سے اپنے ایمان کو اور اہل شام کے ایمان کو یکساں بتلایا ہے۔ آپ فرمارہے ہیں کہ رسالت محمدیہ کا پروانہ ہونے میں ہم دونوں ایک ہیں اور ہمارا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے کوئی دینی اختلاف نہیں امور سلطنت میں جو اختلاف ہے وہ اور نوع کا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا یہ مؤقف ہم نے سرسری طور پر ذکر کیا ہے اصل موضوع یہ تھا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نظر میں کیسے تھے۔ سو الحمدللہ اس پر ہم پہلے شہادت پیش کر چکے ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر تربیت کے لئے تشریف لائے اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک دو سال تھی، وفات رسول کے وقت آپ 29 سال کے تھے اس طرح 27 سال تک آپ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت فیض سے اعلیٰ کمالات اور عمدہ صفات کا حظ وافر پایا...... بچوں میں سب سے پہلے آپ مسلمان ہوئے، آپ رضی اللہ عنہ اسلام کے اولین مسلمانون میں تیسرے نمبر پر تھے۔

تمام قرآنی آیات جن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سابقین اور اوّلین گروہ کے فضائل ہیں، ان تمام سے آپ کی فضیلت آشکار ہورہی ہے۔ جن لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے جنت، رضامندی اور اعلیٰ نعمتوں کی بشارت دی گئی ہے اس میں آپ رضی اللہ عنہ براہ راست شامل ہیں۔

والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعو هم باحسان رضى الله عنهم و رضواعنه الخ

ترجمہ:" جو لوگ اوّل قبول اسلام کرنے والے ہیں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے ہیں، سب سے پہلے مدد کرنے والے ہیں جوان کے پیروکار ہوئے نیکی کے ساتھ اللہ ان سے راضی ہوا، وہ اللہ سے راضی ہوئے ان کے واسطے اللہ نے باغات اور بہتی نہریں تیار کر رکھی ہیں"۔

اسی طرح جس آیت کریمہ میں خلافت کا وعدہ کیا گیا ہے اس میں بھی آپ براہ راست شامل ہیں۔

علاوہ ازیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں کامیابی کامرانی اور رشد و ہدایت کا کھلا اعلان ہے۔ جس کے باعث یہ تمام احکامات اور اعلانات آپ کی عظمت پر شاہد ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث

- الا ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لیس نبی بعدی (بخاری شریف ج1 ص526 / بیروت ص325 ج13)
- من کنت مولا ہ فعلی مولاہ

(مستدرک حاکم ص118 ج3 / ترمذی ص175 ج12 بیروت)

- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ملاحظہ ہو:

لا اجد احق بهذا الامر من هٰولاء النضر الذین توفی رسول صلی اللہ علیہ وسلم وهو عنهم راض فسمی علیا و عثمان و طلحة والزبیر وعبدالرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص

(انساب الاشراف ص431 ج3)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

علی رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، زبیر رضی اللہ عنہ، طلحہ رضی اللہ عنہ، سعد رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے بہتر کوئی شخص نہیں کیونکہ یہ وہ افراد ہیں جن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو کر دنیا سے رخصت ہوئے۔

Scanned with CamScanner

فضائل سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مختصر خاکہ

- حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ماں اور باپ دونوں طرف سے حضور ﷺ کے رشتہ دار ہیں۔
- حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، آنحضرت ﷺ کے چچا زاد بھائی اور داماد تھے۔ آنحضرت ﷺ کی چہیتی بیٹی حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کی زوجہ تھیں۔
- ہجرت کی شب آپ رضی اللہ عنہ، آنحضرت ﷺ کے بستر مبارک پر آرام فرما ہوئے۔
- آپ رضی اللہ عنہ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔
- آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
  ''علی رضی اللہ عنہ سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے ہیں'' (السنن الکبریٰ للبیہقی ص269 ج10)
- حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آخری وقت میں آنحضرت ﷺ کی تیمارداری کے فرائض سرانجام دیئے۔
- حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں۔
- آنحضرت ﷺ کی خلافت راشدہ کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے۔
- دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ آپ رضی اللہ عنہ غسل نبوی کی سعادت میں شریک ہوئے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اے علی! میری امت میں تیری مثال عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی ہے جس کے ساتھ یہودیوں نے دشمنی میں غلو کیا اور عیسائیوں نے محبت میں غلو کیا، لیکن صرف مسلمانوں نے ان سے خدا کی طرف سے بیان کردہ فضیلت کے مطابق پہچانا، تیری وجہ سے دو گروہ گمراہ ہوں گے لیکن جو میرے طریقے پر ہوگا وہی حق پر ہوگا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا دور خلافت

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا دور حکومت ساڑھے پانچ سال تک 22 لاکھ مربع میل کے وسیع وعریض خطے تک محیط رہا۔

Scanned with CamScanner

آپ رضی اللہ عنہ کے دور میں مسلمانوں کے مابین حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے انتقام لینے کے لئے جنگ جمل اور جنگ صفین کے روح فرسا واقعات پیش آئے۔ تاہم حکومت وخلافت مصطفوی کی اصل روح، عدل اجتماعی اور مساوات حقیقی، خلیفہ چہارم کے دور حکومت میں مصطفوی شریعت اور خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہ کے منہاج پر قائم رہی۔

آپ رضی اللہ عنہ نے خلافت اسلامیہ کے باب میں جس درخشندہ عہد کو فروغ دیا وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مشابہت اور مطابقت رکھتا ہے۔

مسلمانوں کے باہمی اختلاف اور قاتلان عثمان رضی اللہ عنہ کی چیرہ دستیوں نے خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے گرد گھومنے والے ایک طبقے سے بیزار کر دیا تھا۔

حضرت اسد اللہ الغالب رضی اللہ عنہ کے دور حکومت کے اصول وضوابط کو سمجھنے کے لئے گورنر مصر کے نام لکھے جانے والے ایک خط پر غور کرنا ضروری ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ارسال کیا جانے والا یہ خط ایک طرف حکومتی اصولوں کا شاہکار ہے دوسری طرف خلافت راشدہ کے زریں عہد کا آئینہ دار ہے، یہ خط حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نظام سلطنت کا روشن آئینہ ہے۔

''یہ ہے وہ وصیت جس کو اللہ کے بندے علی امیر المومنین نے مالک اشتر کو جب اسے مصر کا گورنر بنایا، روانہ کیا، تا کہ ملک کا خراج جمع کرے، اس کے دشمنوں سے لڑے، اس کے باشندوں کی فلاح و بہبود کا خیال رکھے، مالک کے تقویٰ اور اطاعت خداوندی کو مقدم رکھنے کا حکم دیا جاتا ہے، آدمی کی سعادت، خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض وسنن کی بجا آوری میں ہے، اس سے انکار بدبختی ہے''۔

رعایا میں دو قسم کے دو آدمی ہوں گے، تمہارے دینی بھائی یا مخلوق خدا ہونے کے لحاظ سے تمہارے جیسے آدمی، لوگوں سے غلطیاں تو ہوتی ہی ہیں۔ جان بوجھ کے یا بھولے چوکے سے ٹھوکریں کھاتے ہی رہتے ہیں، تم اپنے عفو کا دامن خطا کاروں کے لئے اسی طرح پھیلا دینا، جس طرح تمہاری آرزو ہے کہ خدا تمہاری خطاؤں کے لئے اپنا دامن عفو وکرم پھیلا دے، کبھی نہ بھولنا کہ تم رعایا کے افسر ہو، خلیفہ تمہارا افسر ہے اور خدا خلیفہ کے اوپر حاکم ہے۔ خلیفہ نے تمہیں گورنر بنایا ہے اور مصر کی ترقی واصلاح کی ذمہ داری تمہیں

Scanned with CamScanner

سونپ دی ہے، خدا سے لڑائی نہ مول لینا کیونکہ آدمی کے لئے خدا سے کوئی بچاؤ نہیں، خدا کے عفو ورحمت سے کبھی بھی بے نیاز نہیں ہو سکتے، عفو پر کبھی نادم نہ ہونا، سزا دینے پر کبھی شیخی نہ بگھارنا، غصہ آتے ہی دوڑ نہ پڑنا، بلکہ جہاں تک ممکن ہو غصے سے بچنا اور غصے کو پی جانا۔

خبردار!!! رعایا سے کبھی نہ کہنا کہ میں تمہارا حاکم بنا دیا گیا ہوں اور اب میں ہی سب کچھ ہوں، سب کو میری تابعداری کرنی چاہیے، اس ذہنیت سے دل میں فساد پیدا ہوتا ہے، دین میں کمزوری آتی ہے اور بربادی کے لئے بلاوا آتا ہے۔

وزراء اور مشیروں کے بارے میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

بدترین وزیر وہ ہے جو شریروں کی طرف داری کرے اور گناہوں میں ان کا ساجھی ہو، ایسے آدمی کو اپنا وزیر نہ بنانا کیونکہ اس قسم کے لوگ گنہگاروں کے مددگار اور ظالموں کے ساتھ ہوتے ہیں، ان کی جگہ تمہیں ایسے آدمی مدد دیں گے جو عقل وتدبیر میں ان کے برابر ہوں گے مگر گناہوں سے ان کی طرح برے نہ ہوں گے، نہ کسی ظالم کی اس کے ظلم میں مدد کی ہوگی نہ کسی گنہگار کا اس کے گناہ میں ساتھ دیا ہوگا، یہ لوگ تمہیں کم تکلیف دیں گے، تمہارے بہترین مددگار ثابت ہوں گے۔ تم سے پوری ہمدردی رکھیں گے اور گناہ سے اپنے سب رشتے کاٹ دیں گے، ایسے ہی لوگوں کو تم صحبتوں اور عام درباروں میں اپنا مصاحب بنانا۔

پھر یہ بھی یاد رہے کہ خاص الخاص لوگوں میں بھی وہی تمہاری نگاہوں میں سب سے زیادہ مقبول ہوں جو زیادہ سے زیادہ کڑوی بات تم سے کہہ سکتے ہوں اور ان کاموں میں تمہارا ساتھ دینے سے انکار کر سکتے ہوں جو خدا اپنے بندوں کے لئے ناپسند فرما چکا ہے، اہل تقویٰ وصدق کو اپنا مصاحب بنانا، انہیں ایسی تربیت دینا کہ تمہاری جھوٹی تعریف کبھی نہ کریں کیونکہ تعریف کی بھرمار سے آدمی میں غرور پیدا ہوتا ہے اور تمہارے سامنے نیکوکار اور خطاکار برابر نہ ہوں، ایسا کرنے سے نیکوں کی ہمت پست ہو جائے گی اور خطاکار اور بھی شوخ ہو جائیں گے، ہر آدمی کو وہ جگہ دینا جس کا وہ اپنے عمل کے لحاظ سے مستحق ہے اور تمہیں جاننا چاہیے کہ رعایا میں اپنے حاکم کے ساتھ حسن ظن اس طرح پیدا ہوتا ہے کہ حاکم رعایا پر رحم وکرم کی بارش کرتا رہے، اس کی تکلیفیں دور کرے اور کوئی ایسا مطالبہ نہ کرے جو اس کے بس سے باہر ہو، یہ اصول تمہارے لئے کافی ہیں، اس سے رعایا کا حسن ظن تمہیں بہت سی مشکلوں سے نجات دے گا۔

Scanned with CamScanner

خود تمہارے حسن ظن کے سب سے زیادہ مستحق وہ ہوں جو تمہارے امتحان میں سب سے اچھے اتریں، اسی طرح تمہارے سوءظن کے بھی سب سے زیادہ مستحق وہی ہوں جو آزمائش میں سب سے بڑے نکلیں۔

فوج کے بارے میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ہدایات

اپنی فوج کے معاملے میں ہوشیاری سے کام لینا، انہی لوگوں کو افسر بنانا جو تمہارے خیال میں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تمہارے امام کے سب سے زیادہ خیر خواہ ہوں، صاف دل ہوں، ہوشمند ہوں، جلد غصے میں نہ آجاتے ہوں، عذر معذرت قبول کر لیتے ہوں، کمزوروں پر ترس کھاتے ہوں، زبردستوں پر سخت ہوں، نہ سختی انہیں جوش میں لے آتی ہو، نہ کمزوری انہیں بٹھا دیتی ہو۔

عدالت کے معاملات میں فرمایا:

مشتبہ معاملات پیش آئیں اور تمہاری بصیرت و علم کام نہ دے تو انہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹانا کیونکہ خدا مسلمانوں کی ہدایت کے لئے فرماتا ہے۔

یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم .الخ

(سورہ النساء پارہ 5 القرآن)

اللہ کی طرف معاملے کو لوٹانا یہ ہے کہ کتاب محکم اور نص صریح کی طرف لوٹا جائے اور رسول کی طرف لوٹنا یہ ہے کہ جامع سنت نبوی کو لیا جائے نہ کہ اسے جس میں اختلاف پڑ گیا ہے۔

پھر ملک میں انصاف قائم کرنے کے لئے ایسے لوگوں کا انتخاب کرنا جو تمہاری نظر میں سب سے افضل ہوں، ہجوم معاملات سے تنگ دل نہ ہوتے ہوں، اپنی غلطی پر اڑے رہنا ہی ٹھیک نہ سمجھتے ہوں اور حق کے ظاہر ہو جانے پر باطل ہی سے چمٹے نہ رہتے ہوں، طماع نہ ہوں، اپنے فیصلوں پر غور کرنے کے عادی ہوں، فیصلے کے وقت شکوک و شبہات پر رکنے والے ہوں، صرف دلائل کو اہمیت دیتے ہوں، مدعی اور مدعا علیہ سے بحث میں اکتا نہ جاتے ہوں، واقعات کی تہہ تک پہنچنے سے جی نہ چراتے ہوں اور حقیقت کھل جانے پر اپنے

Scanned with CamScanner

فیصلے میں بے باک اور بے لاگ ہوں، یہ ایسے لوگ ہوں جنہیں نہ تعریف بے خود کر دیتی ہو، نہ چاپلوسی مائل کر سکتی ہوں، مگر ایسے لوگ کم ہوتے ہیں۔

تمہارا فرض ہے کہ قاضیوں کے فیصلوں کی جانچ کرتے رہو، اپنے دربار میں انہیں ایسا درجہ دو کہ تمہارے کسی مصاحب اور درباری کو ان پر دباؤ ڈالنے یا انہیں نقصان پہنچانے کی ہمت نہ ہو سکے، قاضیوں کو ہر قسم کے خوف سے بالکل آزاد ہونا چاہیے۔

گورنروں کے نام خط میں آپ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا:

عمال حکومت کے معاملات پر بھی تمہیں نظر رکھنا ہوگی، اخراجات کی جانچ پڑتال کرنا ہوگی، رو رعایت سے یا صلاح ومشورے کے بغیر کسی کو عہدہ نہ دینا کیونکہ ایسا کرنے سے ظلم وخیانت کے دروازے کھل جاتے ہیں، اچھے گھرانوں اور سابقین اسلام کے خدمت گزاروں میں تجربہ کار اور باحیا لوگوں ہی کو منتخب کرنا کہ ان کے اخلاق اچھے ہوتے ہیں، اپنی آبرو کا خیال رکھتے ہیں، طمع کی طرف کم جھکتے ہیں اور انجام پر زیادہ نظر رکھتے ہیں، عہدے داروں کو بہت اچھی تنخواہیں دینا، اس سے یہ لوگ اپنی حالت درست کر سکیں گے اور حکومت کے اس مال سے بے نیاز رہیں گے جو ان کے ہاتھ میں ہوگا، اس پر بھی حکم عدولی کریں یا امانت میں خلل ڈالیں تو تمہارے پاس ان پر حجت ہوگی مگر ضروری ہے کہ ان کاموں کی جانچ پڑتال کرتے رہنا، نیک لوگوں کو مخبر بنا کر ان پر چھوڑ دینا، یہ اس لئے کہ جب انہیں معلوم ہوگا کہ خفیہ نگرانی بھی ہو رہی ہے تو امانت داری اور رعایا سے مہربانی میں اور زیادہ چست ہو جائیں گے، پھر اگر ان میں سے کوئی شخص خیانت کی طرف ہاتھ بڑھائے اور تمہارے جاسوسوں سے تصدیق ہو جائے تو بس یہ شہادت کافی ہے، تم بھی سزا کا ہاتھ بڑھانا جسمانی اذیت کے ساتھ خیانت کی رقم بھی اگلوا لینا، خائن کو ذلت کی جگہ کھڑا کرنا اور پوری طرح اسے رسوا کر ڈالنا۔

(از کتاب علی ابن ابی طالب صفحہ 173)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا تاریخ ساز خط بلاشبہ حکومت و امارت اور خلافت و سلطنت کے باب میں عظیم الشان شاہکار کی حیثیت رکھتا ہے۔

عہد حاضر کے حکمران اگر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ان ہدایات کی پاسداری کر لیں تو ان کی حکومتیں صحیح معنی میں اسلامی، فلاحی اور عوامی حکومتیں بن سکتی ہیں۔

Scanned with CamScanner

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت

خوارج نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے قتل کا منصوبہ بنایا اور ایک ہی دن ایک ہی وقت مقرر کیا، منصوبہ سازوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے قتل کا ذمہ عبدالرحمٰن ابن ملجم پر ڈالا، اس بدبخت نے رمضان کے مبارک مہینے میں 21 رمضان المبارک صبح فجر کے وقت امیر المومنین اسد اللہ الغالب، حیدر کرار، سلسلہ تصوف کے امام، داماد نبی صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی مسجد میں نماز کے لئے جاتے ہوئے شہید کر ڈالا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے ان (حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) دو پیش رووں کی طرح اسلام کے یہ خلیفہ چہارم بھی جام شہادت نوش کر کے سرفرازی کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو گئے۔

(البدایہ والنہایہ ص326 ج7/ مجمع الزوائد ص139 ج9/ طبقات ابن سعد ص23 ج3)

اور فرمان ربانی کے مطابق حیات جاودانی کے حق دار ٹھہرے، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا طرز خلافت و زندگی ہر مسلمان کے لئے نمونہ ہے خاص طور پر ان کے لئے جو محب علی رضی اللہ عنہ و اہل بیت ہونے کے دعویدار ہیں۔ اگر آج بھی وہ لوگ خلیفہ چہارم کی تعلیمات اور زندگی کے مطابق عمل کرتے ہوئے مخالفت ثلاثہ (سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ) و اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے اطاعت ثلاثہ و محبت اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اصول اپنا لیں اور جس طرح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان کی عزت و احترام کے قائل تھے اور ان کی اتباع کرتے تھے اور انہیں نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی اور سچے جانشین خیال کرتے تھے، یہ طبقہ بھی اسی طرح ان کو اپنی عقیدت کا مرکز و محور بنا لے تو امت مسلمہ میں شامل ہو کر اپنی دنیا اور آخرت سنوار سکتا ہے۔

Scanned with CamScanner

خلیفہ چہارم حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دلنشیں اقوال مبارک

- خندہ روئی سے پیش آنا سب سے پہلی نیکی ہے۔
- عقیدہ میں شک رکھنا شرک کے برابر ہے۔
- ادب بہترین کمالات اور خیرات افضل ترین عبادات سے ہے۔
- موت ایک بے خبر ساتھی ہے۔
- عادت پر غالب آنا کمال فضیلت ہے۔
- دوستی ایک خود پیدا کردہ رشتہ ہے۔
- گناہوں پر نادم ہونا ان کو مٹا دیتا ہے اور نیکیوں پر مغرور ہونا ان کو برباد کر دیتا ہے۔
- فاسق کی برائی بیان کرنا غیبت نہیں۔
- آدمی کی قابلیت زبان کے نیچے پوشیدہ ہے۔
- معافی نہایت اچھا انتقام ہے۔
- سچائی میں اگرچہ خوف ہے مگر باعث نجات ہے اور جھوٹ میں گو اطمینان ہے مگر موجب ہلاکت ہے۔
- غریب وہ ہے جس کا کوئی دوست نہ ہو۔
- تجربے کبھی ختم نہیں ہوتے اور عقلمند وہ ہے جو ان میں ترقی کرتا رہے۔
- جلدی سے معاف کرنا انتہائی شرافت اور انتقام میں جلدی کرنا نہایت رذالت ہے۔
- علماء اس لئے غریب و بیکس ہیں کہ جاہل لوگ زیادہ ہیں جو ان کی قدر نہیں سمجھتے۔
- شریف کی پہچان یہ ہے کہ جب کوئی سختی کرے تو سختی سے پیش آتا ہے اور جب اس سے کوئی نرمی کرے تو نرم ہو جاتا ہے اور کمینے سے جب کوئی نرمی کرے تو سختی

Scanned with CamScanner

سے پیش آتا اور جب کوئی سختی کرے تو ڈھیلا ہو جاتا ہے۔

- علم مال سے بہتر ہے کیونکہ علم تمہاری حفاظت کرتا ہے اور تم مال کی حفاظت کرتے ہو۔
- آدمی اگر عاجز ہو اور نیک کام کرتا ہے، تو اس سے اچھا ہے کہ قوت رکھے اور برے کام نہ چھوڑے۔
- حرام کاموں سے نفس کو روکنا بھی صبر کی دوسری قسم ہے۔
- جو شخص اللہ تعالیٰ کو بھول جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو اپنی جان بھی بھلا دیتا ہے۔
- بخیل دنیا میں فقیروں کی سی زندگی بسر کرے گا اور عاقبت میں امیروں کا سا حساب بھگتے گا۔
- ہمسایہ کی بدخواہی اور اقارب کے ساتھ برائی انتہائی شقاوت ہے۔
- تیرے مال میں سے تیرا حصہ تو صرف اتنا ہے جسے تو نے آخرت کے لئے پہلے بھیج دیا اور جسے تو نے دنیا میں چھوڑ دیا، وہ تیرے وارثوں کا ہے۔
- اگر تو کسی کے ساتھ احسان کرے تو اس کو مخفی رکھ اور جب تیرے ساتھ کوئی احسان کرے تو اس کو ظاہر کر۔
- غیبت کا سننے والا غیبت کرنے والوں میں داخل اور برے کام پر راضی ہونے والا گویا اس کا فاعل ہے۔
- جب تک کسی شخص کا پوری طرح حال معلوم نہ ہو، اس کی نسبت بزرگی کا اعتقاد نہ رکھ۔
- جب تک کسی شخص سے بات چیت نہ ہو، اسے حقیر نہ سمجھ۔
- تھوڑا علم، فساد عمل کا موجب ہے اور صحت عمل، صحت علم پر منحصر ہے۔
- اپنا واجبی حق لینے میں کبھی کوتاہی نہ کرو، البتہ دوسرے کے غصب حقوق سے بچو۔
- امن کی طرح راستہ مل جانے کی صورت میں خوف کی حالت میں مقیم رہنا نادانی ہے۔
- فسق و فجور کے مقامات سے دور رہ، کہ یہ خدا تعالیٰ کے غضب کے مقام اور اس

کے عذاب کے محل ہیں۔

ایک دفعہ کسی نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ ہم دس آدمی ہیں اور سوال ایک ہی ہے، مگر جواب جداگانہ چاہتے ہیں، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا!

ہاں کہو!!! اس نے یہ سوال پیش کیا "علم بہتر ہے یا مال"

آپ رضی اللہ عنہ نے اس طرح جواب دینا شروع کیا۔

۱۔ علم اس لئے کہ مال کی تجھے حفاظت کرنی پڑتی ہے اور علم تیری حفاظت کرتا ہے۔

۲۔ علم اس لئے کہ مال فرعون وہامان کا ترکہ ہے اور علم انبیاء علیہم السلام کی میراث ہے۔

۳۔ علم اس لئے کہ مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے اور علم ترقی کرتا ہے۔

۴۔ علم اس لئے کہ مال دیر تک رکھنے سے فرسودہ ہو جاتا ہے، مگر علم کو کچھ نقصان نہیں پہنچتا۔

۵۔ علم اس لئے کہ مال کو ہر وقت چوری کا خطرہ ہے، علم کو نہیں۔

۶۔ علم اس لئے کہ صاحب مال کبھی بخیل بھی کہلاتا ہے، مگر صاحب علم کریم ہی کہلاتا ہے۔

۷۔ علم اس لئے کہ اس سے دل کو روشنی ملتی ہے اور مال سے دل تیرہ وتار ہو جاتا ہے۔

۸۔ علم اس لئے کہ کثرت مال سے فرعون وغیرہ نے دعویٰ خدائی کیا، مگر کثرت علم سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے "**ما عبدناک حق عبادک** تک کہا"۔

۹۔ علم اس لئے کہ مال سے بے شمار دشمن پیدا ہوتے ہیں مگر علم سے ہر دلعزیزی حاصل ہوتی ہے۔

۱۰۔ علم اس لئے کہ یوم قیامت کو مال کا حساب ہوگا، مگر علم پر کوئی حساب نہ ہوگا۔

☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

اہلسنت والجماعت

کے کارکنان اور سکول، کالج، یونیورسٹیز میں پڑھنے والے

طلباء وطالبات اور عوام الناس کے لیے

علامہ ابوریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی

کے ترتیب شدہ معلوماتی کتابچے

نیز ہمارے ہاں

علامہ فاروقی شہیدؒ کے ترتیب شدہ

4 کلر چارٹ

(علماء دیوبند کا تعارف اور ان کی خدمات، سیدنا امیر معاویہؓ اور اہل بیت رسول ﷺ، خلافت راشدہ اور شہداء کربلا) بھی دستیاب ہے۔

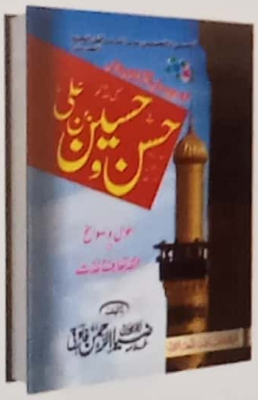

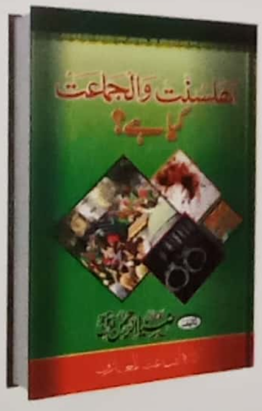

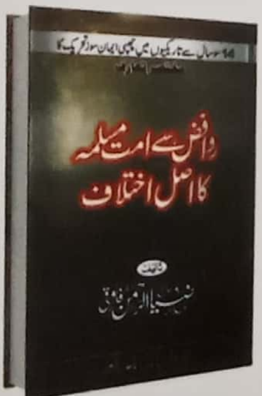

ادارہ اشاعت المعارف

نزد جامعہ عمر فاروق اسلامیہ راوی محلہ، سمندری، فیصل آباد، پاکستان

0300-6661452, 0300-7693296

042-37231566
0302-4329566